ومن يكن يطعن في معاوية　　فذاك كلب من كلاب الهاوية

الضربة القاضية

على

كلاب الهاوية

یعنی

دشمنانِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذِلّت کا دلکش نظارہ

حافظ عُبید اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

چور چوری سے جائے، ہیرا پھیری سے نہ جائے

ایک مخبوط الحواس شخص جس کا نام "محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی" ہے اور جو اپنے شاگردوں سے اپنے آپ کو "محقق عصر، فخر الاماثل، استاذ المناظرین، عمدۃ المصنفین، ولی کامل، ثقہ، ثبت، اصدق العلماء، ولایت میں بلند مقام رکھنے والا اور صاحب کرامات" کہلواتا اورلکھواتا ہے، اور غالباً مالخولیا کے مرض کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو واقعتہً یہ سب کچھ سمجھنے لگا بالکل بھیڑیے کے اس بچے کی طرح جس پر بکریوں میں رہنے پلنے کی وجہ سے اپنی اصل حقیقت محجوب ہوگئی تھی پھر تالاب سے پانی پیتے وقت پانی میں اپنی شکل نظر آنے پر جو اس پر اصل حقیقت منکشف ہوئی تو فوراً اپنے بھیڑیے پن پر اتر آیا، اسی طرح جب طعن صحابہ پر مشتمل تاریخی روایات کے مسئلہ پر اس شخص اور اس کے سرپرستان کے مُنہ پر خود انہی کے بزرگ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے اپنے بیان اور اقرار نے کالک مل دی تو اس پر اپنی اصل حیثیت منکشف ہوگئی جس کی وجہ سے یہ فوراً "عُوعُو" پر آیا چنانچہ اس نے چالیس ورقے کا ایک "کتا.. بچہ" نکالا ہے جس کا نام رکھا ہے "فتح یزیدیت کا دلکش نظارہ"۔

اس کے دعوے کے مطابق یہ "کتا.. بچہ" نکالنے کا حکم اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ اور شاہین ختم نبوت کے لقب سے معروف مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے دیا (جیسا کہ اس "کتا۔۔بچہ" کے صفحہ 5 پر لکھا ہے)۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اس "کتا۔۔بچہ" میں کسی اختلافی موضوع پر علمی مکالمے یا مناظرے کی روداد ہوگی جس میں اس نام نہاد "استاذ المناظرین" نے دلائل و براہین سے کوئی فتح حاصل کی ہوگی، اگر آپ ایسا سوچ رہے ہیں تو آپ غلطی پر ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ

کتا۔بچہ ”کھسیانی بلی کھمبا نوچے“ کا مصداق ہے، دو عدد مردود و موضوع اور طعن صحابہ پر مشتمل تاریخی روایات کے معاملے میں جو ذلت و رسوائی اور جو جگ ہنسائی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاندین اس جدید سبائی گروہ کے حصے میں آئی تو ان کا حال ”فبهت الذي كفر“ والا ہوگیا، تو اب اس گروہ نے چھوٹے چھوٹے ”کتا۔بچے“ نکالنا شروع کردیئے ہیں کہ کسی طرح ان کے ”عُوعُو“ کے شور میں اصل معاملہ دب جائے اور ان کی ذلت و رسوائی کا دلکش نظارہ دھندھلا پڑ جائے، لیکن:

این خیال است و محال است و جنوں

انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام پر طعن کرنے والی مردود و موضوع روایات کا جس طرح دفاع کیا ہے اور جس طرح ایسی روایات کو انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ ”متناً ومعناً صحیح“ ثابت کرنے کے لئے زور لگایا ہے، اب یہ داغ ان کی پیشانی پر ہمیشہ ثبت رہے گا اور ان کا شمار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاندین میں ہوتا رہے گا۔

اس گروہ کی ذہنی پستی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اس مخبوط الحواس اور جھگڑ باز شخص محمود عالم اوکاڑوی نے اپنے نئے ”کتا۔بچہ“ میں کسی نامعلوم احمق کی ایک سوقیانہ تحریر شامل کی ہے جس کا عنوان رکھا ہے:

”علامہ عمر فاروق تونسوی تو نے باپ کی غیرت کو خاک میں ملا دیا“

اور اس تحریر میں یوں ”عُوعُو“ کیا ہے کہ:

”۔۔۔۔مگر چودہ سو سال میں آسمان تاریخ نے سبائی جرأت اور سنی قوم کی یہ بے غیرتی پہلی دفعہ دیکھی کہ سبائی للکار رہے ہیں فون کر رہے ہیں کہ آؤ جس روایت کو تم آفتاب نصف النہار سے زاید روشن گستاخی سمجھتے ہم اسے عین ایمان

سمجھتے آؤ تم گستاخی ثابت کرو ہم ایمان ثابت کریں گے۔۔۔"

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ"، صفحہ 61)

قارئین محترم! اس بدبودار سبائی کی تحریر کا یہ اقتباس بار بار پڑھیں، اس میں وہ یہ واویلا کر رہا ہے کہ فریق مخالف ہمیں سبائی کہتا ہے (جو کہ ایک واقعاتی حقیقت ہے) اور پھر یوں طنز کر رہا ہے کہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ زیر بحث تاریخی روایت میں صحابی کی گستاخی پائی جاتی ہے تو آؤ جس روایت کو تم گستاخی سمجھتے ہو ہم (سبائی) اسے عین ایمان سمجھتے ہیں، تم اس میں گستاخی ثابت کرو ہم ایمان ثابت کریں گے۔

غلام حسین نجفی رافضی کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن

دوستو! آپ جانتے ہیں یہ کس روایت کو "عین ایمان" بتایا جا رہا ہے؟ آئیے دیکھتے ہیں۔

معروف رافضی غلام حسین نجفی نے اپنی ایک کتاب میں عنوان باندھا ہے :

" حاکم شام کا بیٹے کو چھپ کر شراب پینے کی اجازت دینا"

اور پھر "البدایۃ والنہایۃ" کے حوالے سے ایک موضوع و مردود تاریخی روایت نقل کر کے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے :

"یزید آغاز نوجوانی میں شرابی تھا اور اوباش نوجوانوں کی سی حرکات کرتا تھا معاویہ کو ان حرکات کا علم ہوا پس معاویہ نے نرمی سے یزید کو نصیحت کرنے کا پروگرام بنایا اور کہا اے بیٹے! کیا ممکن نہیں کہ تو اپنی حاجت بھی پوری کرتا رہے، شراب بھی پیتا رہے اور نیز عزت بھی ظاہراً باقی رہے، تیرے کردار سے تیرے دشمن کو خوشی نہ ہو، اور دوست کو دکھ نہ ہو، یہ چند اشعار ہیں ان سے

نصیحت حاصل کر، بلندی کی طلب میں کوشش کر، اور محبوب کی جدائی پر صبر کر، جب رات کی تاریکی آجائے اور نگاہ بان کی آنکھ نیند کا سرمہ لگا لے، پس رات کے وقت جو تیرا دل چاہے کر، رات بھی مستانوں کے لئے دن ہے، کتنے بدکار ہیں جن کو تو نیک خیال کرتا ہے وہ رات کے وقت عجیب کرتوت کرتے ہیں، جب رات اس پر اپنے پردے تان دیتی ہے تو وہ عیش وعشرت میں رات بسر کرتا ہے۔۔۔الخ"۔

اس کے بعد یہ رافضی اس پر ایک نوٹ لکھتا ہے (ذرا دل تھام کے پڑھیں):

"ارباب انصاف! معاویہ کے مذکورہ مشورے کے بعد اس کو دین اسلام کے حق میں مخلص سمجھنا بہت بڑی نادانی ہے۔۔۔۔معاویہ اور یزید کا چھپ چھپ کر شراب پینا اور ساتھ ساتھ خلافت کے دعوے کرنا ایسی خلافت پر کوئی خون بھی روئے تو کم ہے"۔

(خصائل معاویہ از غلام حسین نجفی، صفحہ 392 تا 394)

ہم بتاتے چلیں کہ یہ کتاب گزشتہ دو سال کے دوران نہیں چھپی بلکہ تقریباً 1988ء میں لکھی گئی تھی، خود اس کا مصنف آج سے تقریباً بیس سال پہلے (سنہ 2005ء میں) اگلے جہاں چلا گیا تھا۔

تو دشمن صحابی غلام حسین نجفی نے جس تاریخی روایت کو لے کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کیا ہے، یہ ان دو روایات میں سے ایک ہے جن کے بارے میں ملتان کے مستفتی عبدالواجد لطیف نے اہل سنت کے مختلف اداروں سے فتویٰ لیا تھا کہ ان روایات کی کیا حیثیت ہے؟ اور جس پر اپنے آپ کو دیوبندیت کے ٹھیکیدار سمجھنے والے کچھ لوگ ان

واہیات قسم کی تاریخی روایات کے دفاع میں نکل آئے اور اپنے ایک شیخ الحدیث سے یہ تک لکھوایا کہ" یہ روایت متناً و معناً صحیح ہے" (دیکھیں: مولانا منیر احمد منور صاحب کی کتاب "الدرالثمین " کا صفحہ 138) اور جس روایت کو یہ جاہل محمود عالم اوکاڑوی " عین ایمان" بتا رہا ہے اسی روایت کے بارے میں دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم کراچی جیسے اداروں کے مفتیان نے تحقیق سے یہ ثابت کیا کہ یہ روایت ہر لحاظ سے" موضوع اور مردود ہے اور ناقابل استدلال ہے" ۔

اب صرف اس لئے کہ یہی روایت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم نے بھی بلا تحقیق اپنے ایک خط میں نقل کر کے اس سے استدلال کیا تھا، ان کے کچھ نادان وکلاء میدان میں کود پڑے اور بجائے اس کے کہ اسے مولانا مرحوم کا تسامح بتاتے، الٹا اس مردود اور طعن صحابی پر مشتمل روایت کو صحیح ثابت کرنے لگے بلکہ یہ تک لکھنے لگے کہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کا وہ مضمون پڑھ کر جس میں یہی نجفی کی مستدلہ روایت نقل کی گئی ہے کئی شیعہ مسلمان ہو گئے (محمود عالم کا " کتا۔ بچہ" ، صفحہ 49) العیاذ باللہ، اور جس مستفتی نے اس روایت کی تحقیق کے لئے استفتاء بھیجا تھا اسے " یزیدی اور ناصبی" کہنے لگے، یعنی ان نادانوں کے نزدیک جو بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والی کسی روایت پر سوال اٹھائے گا وہ " یزیدی و ناصبی" ہے۔

(جبکہ مولانا امین اوکاڑوی مرحوم کا ایک بیان ان کے شاگرد خاص کے ذریعے بعد میں منظر عام پر آگیا کہ کچھ لوگوں کے توجہ دلانے پر مولانا اوکاڑوی نے تسلیم کیا تھا کہ یہ تسامح ہوا ہے اور اس روایت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا شائبہ ہوتا ہے) ۔

لیکن ان نادانوں کا مقصد چونکہ ان دو روایات کی تحقیق سے متعلق صادر ہونے

والے فتاویٰ کی آڑ میں بلا وجہ اور بلا دلیل اپنی ذاتی کدورت اور رنجش کی بنا پر کچھ ایسے لوگوں کو نشانہ بنانا تھا جن کا اس استفتاء یا فتاویٰ سے کوئی تعلق نہ تھا، تو ان کی اندر کی آگ اب بھی ٹھنڈی نہ ہوئی تو "محمود عالم صفدر اوکاڑوی" نامی سبائی گروہ کے نام نہاد اور مخبوط الحواس "استاذ المناظرین" نے اب چالیس ورقی ایک "کتا۔بچہ" نکالا ہے جو اس کے بقول عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا صاحب کی سرپرستی اور ان کے حکم پر شائع کیا گیا ہے اور اس کا نام رکھا ہے :

"فتح یزیدیت کا دلکش نظارہ"

یعنی اس نادان کے خیال میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والی مردود و موضوع روایات کے بارے میں مفتیان کرام سے استفسار کرنے والے اور دارالعلوم دیوبند و دارالعلوم کراچی سے صادر ہونے والی تحقیق کی تائید کرنے والے "یزیدی" ہیں اور اس نے انہیں شکست دے دی ہے۔

اس چالیس ورقی "کتا۔بچہ" کی تخلیق میں پانچ لوگوں نے حصہ لیا :

1) غلام مرتضیٰ عثمانی

2) محمد عثمان فاروقی

(یہ دونوں کون ہیں؟ حقیقی نام ہیں یا فرضی؟ کچھ معلوم نہیں، دوسرے لفظوں میں "مجہول" ہیں)

3) خیر الامین قاسمی (بتایا جاتا ہے کہ یہ مردان کا کوئی شخص ہے اور اس مخبوط الحواس محمود عالم کا خلیفہ مجاز بھی ہے)

4) ساجد خان نقشبندی (المعروف" دوست محمد قندھاری" مشہور" گالی بازی مناظر")

اور

5) محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

یوں اس "کتا۔بچہ" میں مندرجہ بالا پانچ ناموں سے تحریرات شامل ہیں (یہ بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے کہ اس کتا۔بچہ نکالنے والوں کی "پنجتن" والوں کے ساتھ مطابقت ہوگئی) لیکن سرورق پر "مؤلف" کا نام صرف "محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی" لکھا ہوا ہے اور اس کی مخبوط الحواسی کا یہ عالم ہے کہ "کتا۔بچہ" نکالا سنہ 2025ء میں گیا ہے لیکن اس پر سن اشاعت 2015ء لکھا ہے۔

بہر حال! جیسا کہ بتایا گیا، بقول "مؤلف" اس "کتا۔بچہ" کی تخلیق و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ ورسایا صاحب کے حکم پر کی گئی ہے (کتا۔بچہ میں "ورسایا" ہی لکھا ہے دیکھیں : صفحہ 5)

یوں ان "پنج تنیوں" کی اس کاوش کی پشت پناہی اور سرپرستی کرنے والے (بقول مؤلف) شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب ہیں، اگر یہ بات حقیقت ہے تو یہ ایک تلخ حقیقت ہے، پہلے تو اڑتی اڑتی خبریں سنتے تھے کہ ان مردود وموضوع اور طعن صحابہ پر مشتمل تاریخی روایات کے دفاع کی آڑ میں اٹھائے گئے طوفان بدتمیزی کے پیچھے مولانا اللہ وسایا صاحب کا ہاتھ اور ان کی سرپرستی ہے، لیکن اب ان کے "اصدق العلماء، ولی کامل اور ثقہ و ثبت" شخص کی گواہی بھی آگئی ہے کہ اس ساری کارروائی کی سرپرستی واقعتاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں شاہین ختم نبوت صاحب فرمارہے ہیں اور یوں "تحفظ ختم نبوت" کا فریضہ احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔

جبکہ دو عدد تاریخی روایات کی تحقیق سے متعلق استفتاء اور فتاویٰ جات سے شروع

ہونے والی بحث کا فیصلہ خود مولانا محمد امین اوکاڑوی مرحوم کے اس بیان کے ساتھ ہی ہو چکا جو ان کے شاگرد خاص مولانا مفتی محمد الیاس صفدر صاحب کی طرف سے جاری کیا گیا جس میں مولانا امین اوکاڑوی نے یہ اقرار کیا کہ :

"۔۔۔ یہ روایت مجھے سند کے اعتبار سے درست معلوم نہیں ہوتی ۔۔۔ واقعۃً اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا شائبہ ہوتا ہے"۔

یوں مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے اس اقرار کے ساتھ ہی وہ تمام باطل تاویلیں دم توڑ گئیں جن میں زیر بحث روایت کو "متناً و معناً صحیح" ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی گئی تھی (جیسے مولانا منیر احمد منور کی ناکام کوشش) نیز ان لوگوں کا بھی رد ہو گیا جو یہ کہتے رہے کہ "اس روایت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کسی قسم کی کوئی تنقیص نہیں نکلتی"، تو اب ہوش مندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے نام لیوا اس کے بعد سر تسلیم خم کر دیتے اور خاموشی اختیار کر لیتے اور مان لیتے کہ واقعی اس روایت کو صحیح تسلیم کرنے سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن آتا ہے اور ان کی تنقیص ہوتی ہے اور اب تک اس روایت کے دفاع اور اسے صحیح ثابت کرنے کے لئے جو باطل اور واہیات قسم کی تاویلات انہوں نے کی ہیں ان سے رجوع کرتے (اور علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا اسماعیل ریحان صاحب تک سب نے یہی لکھا ہے کہ یہ روایت مقصد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن پر مشتمل ہے اور اس سے ان پر بہتان آتا ہے) لیکن چونکہ ان لوگوں کا مقصد ہی صرف اور صرف فتنہ و فساد بپا کرنا اور کچھ لوگوں سے اپنے ذاتی عناد اور بغض کا اظہار تھا تو بھلا وہ کیسے آرام سے بیٹھ سکتے تھے؟ انہوں نے خواہ مخواہ اور بلا وجہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ابناء اور ان کے خاندان کے خلاف، نیز حضرت مولانا علامہ عبد الستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں کے خلاف "عُو عُو" کرنا شروع

کر دیا، جبکہ ان میں سے کسی نے بھی نہ ان روایات سے متعلق استفتاء لکھا اور نہ ہی کوئی فتویٰ دیا، نہ ہی کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ یہ استفتاء یا فتاویٰ ان کے حکم یا ان کے کہنے سے لکھے لکھائے گئے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کی ساری محنت پر خود مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے بیان سے پانی پھر گیا اور ان کا جھوٹ اور دجل وفریب پر مشتمل سارا بیانیہ مولانا اوکاڑوی کے اقرار کے ساتھ بھی ہباءً منثوراً ہو گیا وہ اب نہایت بے شرمی کے ساتھ "فتح یزیدیت" کے ڈھول پیٹ رہے ہیں، اسے کہتے ہیں :

اذا فاتك الحياء فافعل ما شئت ۔۔ یعنی بے حیا باش و ہر چہ خواہی کُن

یہ "محمود عالم صفدر اوکاڑوی" وہی ہے جس نے رمضان کے مہینہ میں عمرہ کے سفر کے دوران اپنی طرف سے "مباہلہ" کا چیلنج دیتے ہوئے کچھ اس طرح کا اعلان کیا تھا کہ :

"اگر اس عبارت سے حضرت معاویہ ﷺ کی توہین نکلتی ہے تو خدا میرا یہ عمرہ کا سفر قبول نہ کرے"۔

(اس بات کا ذکر اس شخص نے زیر تبصرہ "کتا۔بچہ" کے صفحہ 32 پر خود بھی کیا ہے کہ میں نے مباہلہ کا ایسا چیلنج دیا تھا)

اب غور فرمائیں! بڑے اوکاڑوی صاحب حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم نے صاف اقرار کر لیا کہ "یہ روایت سنداً درست معلوم نہیں ہوتی اور اس سے واقعتہً حضرت معاویہ ﷺ کی تنقیص کا شائبہ ہوتا ہے"، اور چھوٹا اوکاڑوی یعنی محمود عالم صفدر اوکاڑوی اس بات پر مباہلے کا چیلنج دیتا رہا کہ "اگر اس روایت سے حضرت معاویہ ﷺ کی توہین نکلتی ہے تو خدا میرا عمرہ قبول نہ فرمائے"۔ اب ہم بڑے اوکاڑوی صاحب کی بات کو قبول کریں

یا اس چھوٹے اوکاڑوی کی بات کو؟ فیصلہ مولانا اللہ وسایا صاحب فرمادیں کیوں کہ یہ ”کتا۔بچہ“ انہی کے حکم کی تعمیل میں مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے اقرار کے منظر عام پر آنے کے کئی ماہ بعد نکالا گیا ہے۔

اور چور لنگوٹی چھوڑ کر بھاگ گیا

اس شخص (محمود عالم اوکاڑوی) کا اپنا حال یہ ہے کہ یہ اول نمبر کا کذاب، مکّار اور جھوٹا ہے، لیکن پھر بھی اپنے نامعلوم شاگردوں سے اپنے آپ کو ”محقق عصر، فخر الاماثل، استاذ المناظرین، ولی کامل، ثقہ، ثبت، اصدق العلماء اور مقام ولایت میں بلند مقام رکھنے والا جس سے بیسیوں کرامات کا ظہور ہو چکا ہے“ لکھواتا ہے (دیکھیں اس کانیا ”کتا۔بچہ“ صفحہ 6 اور صفحہ 47)۔

آئیے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ موصوف کتنے بڑے مناظر ہیں؟ کافی عرصہ قبل موصوف اپنے خاص وٹس ایپ گروپوں میں ایسی تحریرات لکھتے پائے گئے جن میں وہ مجھے اور میرے والد کو یاد کرتے رہے (جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ مجھے اچھی طرح جانتے تھے اور جانتے ہیں) لیکن جب میں نے زیر بحث روایات پر ان سے دُو بدُو بات چیت کرنا چاہی تو ان کا یہ کہنا تھا کہ وہ مجھے نہیں جانتے کہ میں عالم ہوں یا جاہل ہوں؟ لہٰذا میں تم سے بات نہیں کروں گا، یوں وہ میرے ساتھ بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور راہ فرار اختیار کی (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) یعنی بقول ان کے میرے بارے میں ان کی معلومات بہت محدود تھیں، لیکن موصوف نے ایک وٹس ایپ گروپ میں مورخہ 3 جولائی 2023ء کو اپنے نمبر سے یہ تحریر لکھی :

"آج ایک کمنٹ میں ابو ریحان عبد الغفور سیالکوٹی کا بیٹا باپ کا نام چھپا رہا ہے۔۔۔"

جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ موصوف میری تحریرات اور میرے تبصرے بغور پڑھتے رہے تھے اور خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ میں کون ہوں، کس کا بیٹا ہوں؟ تو جب مجھ تک ان کا یہ کمنٹ پہنچا تو میں نے اس کے جواب میں فیس بک پر ایک پوسٹ لکھی، جس میں یہ ذکر کیا کہ جن دو روایات پر دار العلوم دیوبند وغیرہ سے فتاویٰ جات آئے ہیں ان پر بات کرنے کے لئے میں نے پندرہ دن قبل کراچی والے گالی باز کے ساتھ ساتھ ان صاحب (محمود عالم صفدر اوکاڑوی) کو بھی چیلنج کیا تھا لیکن موصوف نے اس پر ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا، تو جب میری یہ پوسٹ آنجناب تک پہنچی تو انہوں نے اپنے مریدین کی دل جوئی کے لئے دو عدد آڈیو میسیج ریکارڈ کروائے جو ایک تیسرے شخص کے وٹس ایپ کے ذریعے مجھ تک پہنچے، یہاں سے اس" اصدق العلماء، استاذ المناظرین اور صاحب کرامات ولی کامل" کے ساتھ ایک بڑا دلچسپ پیغام رسانی کا سلسلہ شروع ہوا، موصوف نے ان دوصوتی پیغامات میں کیا کہا؟ ہم نے ان پیغامات کے جواب میں کیا لکھا؟ پھر وہاں سے اس کا کیا جواب آیا؟ پھر ہم نے کیا لکھا؟ اور اس کے بعد آج تک خاموشی کیوں ہے؟ آئیے پڑھیں۔

نوٹ : میں نے پیغامات میں سے بعض شخصیات کے نام (۔۔۔۔۔۔) لگا کر حذف کر دیے ہیں کیوں کہ ان کا اس چیلنج سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

مولوی محمود عالم صفدر اوکاڑوی کی آڈیو نمبر 1

السلام علیکم۔ واللہ باللہ تاللہ جھوٹے پر لعنت، مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو، عبید

اللہ نے یہ چیلنج کیا اور آج مجھے پتہ چلا کہ پندرہ دن پہلے حضرت نے مجھے چیلنج بھی کیا ہے، اور میں اس کا جواب بھی نہیں دے سکا، خدا تعالی لعنت کرے جھوٹے پر لعنت ہو ہزار لاکھ بار کہ یہ چیلنج کیا مجھے کیوں نہیں پہنچایا گیا؟ سوال یہ ہے میرا نمبر تو عام طور پر مل جاتا ہے، خود اس کے رابطے میں ایسے لوگ ہیں جو پرسنل نمبر میرے جانتے ہیں میرے ساتھ ملاقات کر کے گئے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ تو بات یہ ہے کہ چیلنج کب کیا گیا؟ ہمیں علم نہیں، دوسرا یہ کہ شوق ہے ضرور رکھیں گے ان شاء اللہ رکھیں گے مناظرہ، ابھی مولانا ۔۔۔۔ والا قضیہ حل ہو جائے، اس کو زیادہ شوق ہے تو ۔۔۔۔ صاحب کا معاون بن کے آجائے یا اس سے اپنی نمائندگی لکھوا کر آجائے، اس کی کوئی علمی حیثیت ہمارے سامنے نہیں ہے، بیس سال سے ہم میدان مناظرہ میں پڑھ پڑھا رہے ہیں، ہزاروں شاگرد ہیں، عبید اللہ نے ایک دفعہ بھی شاید تخصص سال کا نہ پڑھایا ہو، تو بہر حال بات اس سے بھی کریں گے، اس کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا فکر کی بات نہیں ہے، اس وقت چونکہ پہلے مخاطب انہوں نے کیا (یہ ایک دوسرے صاحب کی طرف اشارہ ہے ۔ ناقل) ہم تک وہ چیلنج پہنچا ہے اور جس وقت پہنچا ہے ایک گھنٹہ بعد ہی ہم نے اس کا جواب دیا ہے تو عبید اللہ کو کہو کہ مرد میدان بنو، ان کی میزبانی کرو اور میرے پاس لے کے آجاؤ ان کے معاون بن جاؤ آپ کا علم بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائے گا تو بہت اچھی بات ہو جائے گی، ایک ہی وقت میں دونوں قضیے نمٹ جائیں گے، اگر وہ نہیں آتے تو ان کی نمائندگی لکھوا کے لے آؤ، کیونکہ بذات خود تمہاری کوئی

حیثیت نہیں، تمہاری شکست ہو بھی جائے تو کیا کہیں گے لوگ کہ اس بندے کی شکست ہوئی جو باپ کا نام بھی چھپاتا ہے تو اس لئے تم مرد میدان بنو اس کو لے کے آجاؤ، یا نمائندگی لکھوا لاؤ ملتان کے یزیدیوں سے، ۔۔۔۔۔ لکھ دے کہ میرا نمائندہ ہے عبید اللہ اور اسی طرح یہ لکھ دے، کیونکہ بذات خود اس کی کوئی حیثیت نہیں ہمارے سامنے کیونکہ میں نے مولانا ۔۔۔۔ کے ہاں تخصص پڑھایا ہے تین سال حضرت ۔۔۔۔ صاحب کی سرپرستی میں، سرگودھا میں پانچ سال پڑھایا ہے، اور کل میرا تخصص کا دورانیہ سترہ سال ہے، اور تصانیف میں میری الحمد للہ سترہ جلدوں پر مشتمل تصانیف آچکی ہیں، تو اس کا کوئی ہمارے سامنے علمی مقام نہیں ہے، نہ کوئی اس کا کردار ہے نہ کوئی اس کی علم کی ایسی خدمات ہیں تو یہ کس حیثیت سے ہمارے ساتھ مناظرہ میں آئے گا؟"۔

(پہلی آڈیو ختم ہوئی)

قارئین محترم! دیکھا آپ نے؟ میں نے تو محض یہ یاد دلایا تھا کہ جناب! زیر بحث دو روایات پر میں نے جہاں کراچی والے جاہل کو چیلنج دیا تھا اسی پوسٹ میں آپ کو بھی مخاطب کیا تھا، لیکن موصوف نے میرے اس چیلنج کے جواب میں یہ ساری رام کہانی سنادی، کبھی کہا کہ "اسے شوق ہے تو ضرور رکھیں گے مناظرہ" اور کبھی کہا کہ "تم کس حیثیت سے میرے سامنے مناظرہ میں آؤ گے؟" میں نے تو اتنے سال تخصص پڑھایا ہے، اتنی کتابیں لکھی ہیں، میں یہ ہوں، میں وہ ہوں وغیرہ وغیرہ، اور کبھی کہتے ہیں کہ تم فلاں وفلاں سے لکھوا کر لے آؤ کہ تم ان کے نمائندے ہو تو پھر ہم بات کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی ایک دوسری آڈیو مجھے موصول ہوئی، جو یہ ہے :

مولوی محمود عالم صفدر اکاڑوی کی آڈیو نمبر 2

"بندہ محمود عالم صفدر اوکاڑوی کو آج 4 جولائی ایک میسج موصول ہوا جس میں مشہور ناصبی یزیدی ابو ریحان عبد الغفور سیالکوٹی ، ان کے صاحبزادے جناب عبید اللہ صاحب نے یہ لکھا ہے کہ آج سے پندرہ دن پہلے میں نے محمود عالم صفدر اوکاڑوی کو مناظرہ کا چیلنج دیا اس نے قبول نہیں کیا، میری گذارش ہے کہ یہ میسج میرا عبید اللہ تک پہنچایا جائے، عبید اللہ ہمارے پاس تشریف لائے اور پرامن طریقے سے حلف وڈیو بنا کر اٹھائے میں بھی تیار ہوں مجھے اس کی اطلاع آج مل رہی ہے وہ حلف اٹھائے تین طلاق کی قسم کا یہ کہہ دے کہ میں نے یہ چیلنج پندرہ دن پہلے کیا ہے اور آپ کو بھیجا ہے جبکہ میرے کسی نمبر پر نہیں آیا نہ میرے کسی ساتھی کے نمبر پر آیا ہے، الحمد للہ ملک کے سینکڑوں علماء کے پاس میرا پرسنل ذاتی نمبر ہے، میرے تک نہیں پہنچی یہ بات تو اگر وہ قسم اٹھا کر کہہ دے کہ میں نے پندرہ دن پہلے یہ چیلنج کیا ہے اور کوشش بھی کی ہے کہ آپ تک پہنچ جائے تو چشم ما روشن دل ماشاد۔

اور اس کو ہم یہی کہیں گے کہ مولانا۔۔۔۔کا چیلنج ہو چکا ہے، جواب چیلنج ہم دے چکے ہیں اگر ان کو دیا ہے تو آپ کو بھی ہم دے سکتے ہیں، آپ ان کے معاون بن کے تشریف لے آئیں، ان کو تیار کر کے اس لئے کہ بذات خود مولانا عبید اللہ ہیں یا صرف عبید اللہ ہیں ان کی کوئی علمی خدمات ہمارے سامنے نہیں، بندہ الحمد للہ مولانا۔۔۔۔نے مجھ پر اعتماد کیا 2004 میں

تخصص پڑھانا شروع کیا وہاں دورہ کے اسباق پڑھائے ہیں مشکاۃ کے پڑھائے ہیں، اور اصول مناظرہ کی کتاب رشیدیہ پڑھائی ہے کئی بار، اور آج تک میرے ہزاروں شاگرد ہیں، عبید اللہ کے کتنے شاگرد ہیں جنہوں نے سال کا تخصص کیا؟ مجھ سے سال کا تخصص کرنے والے سینکڑوں میں ہیں اور جو چھوٹے کورسز والے ہیں وہ ہزاروں میں ہیں، پھر میرے شاگردوں کے شاگرد بھی ہزاروں میں ہیں تو اس لئے چونکہ اس کا میرے مقابل نہیں بنتا تو ۔۔۔۔۔ کے ساتھ آجائے اور اگر وہ نہیں آتا پھر یہ اس سے اپنی نمائندگی اور اسی طرح ۔۔۔۔۔ سے اپنی نمائندگی لکھا کے آجائے، ۔۔۔۔۔ کے بیٹوں سے ان کی نمائندگی لکھالے کہ اس کی شکست ان تمام کی شکست ہوگی اور اس کی فتح ان تمام کی فتح، ان شاء اللہ ہم تیار ہیں۔

(دوسری آڈیو ختم ہوئی)

قارئین محترم : غور کریں، میرے مرحوم والد کو "مشہور ناصبی یزیدی" کہا، پھر کہا کہ عبید اللہ میرے پاس تشریف لائے اور فلاں فلاں بات کی قسم اٹھائے، پھر کہا کہ تمہاری علمی خدمات ہمارے سامنے نہیں جبکہ میں نے اتنے سال فلاں جگہ پڑھایا، فلاں فلاں کتاب پڑھائی، میرے شاگردوں کے ہزاروں شاگرد ہیں اس لئے تمہارا میرے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں بنتا، پھر ساتھ ہی یہ کہ تم فلاں وفلاں سے لکھوالاؤ کہ تم ان کے نمائندے ہو تو پھر ہم تیار ہیں۔

(نوٹ: یہ دونوں آڈیو پیغامات میرے پاس محفوظ ہیں)

تو کیا اب میرا یہ حق نہیں بنتا تھا کہ میں ان صاحب کے پاس جا کر پوچھتا کہ بتائیں

کیا قسم اٹھائی ہے؟ یا کم از کم یہ تو پوچھ سکتا کہ" یزیدی اور ناصبی" کی تعریف کیا ہوتی ہے؟ اور انہیں اپنی ٹوٹی پھوٹی علمی خدمات بھی بتاتا، اور یہ بھی بتاتا کہ میرا کون کون سا شاگرد آج کل کون کون سی کتب پڑھا رہا ہے؟ پھر میں کیوں کسی سے نمائندگی لکھواتا؟ کیا میں نے یہ کہا تھا کہ میں کسی کا نمائندہ ہوں؟

بہر حال ان دو صوتی پیغامات کا جواب میں نے یہ لکھ کر بھیجا :

مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب!

عبید اللہ تک آپ کا میسج پہنچ گیا ہے۔

آپ جیسے علامہ و فہامہ اور کئی سال سے طلبہ کو تخصص پڑھانے والے مناظر اسلام کا بندہ حقیر کو مخاطب فرمانے کا شکریہ۔

بندہ سوچ رہا ہے کہ آپ کو تو ایک پوسٹ میں کیے گئے کمنٹ کی خبر اسی وقت ہو جاتی ہے اور آپ اس کمنٹ پر وٹس ایپ گروپ میں شوشے چھوڑتے ہیں تو فیس بک پر کیا گیا چیلنج آپ تک نہیں پہنچا؟ حیرت ہے۔ بہر حال عبید اللہ کا دعویٰ نہ مناظر ہونے کا ہے نہ دس سال تخصص پڑھانے کا، بلکہ وہ اپنے آپ کو مولوی یا علامہ بھی نہیں لکھتا، لیکن اتنا ضرور عرض کرتا ہے کہ آپ کے تایا ابا نے یہ جو خط لکھا تھا وہ میرے والد کے خط کے جواب میں لکھا تھا اس لئے میں آپ کے تایا جان کے خط میں لکھی زیر بحث دو روایات کی حیثیت پر اپنا موقف رکھتا ہوں، میرا تعلق اس موضوع سے الگ ہے۔

آپ نے کس کو مناظرے کا چیلنج دیا ہے یا کس نے آپ کو دیا ہے، یہ آپ جانیں اور وہ جانیں، مجھے کسی کا معاون بننے کے مشورے اپنے پاس رکھیں،

اور نہ ہی مجھے کسی سے اپنا نمائندہ لکھوانے کی ضرورت ہے، آپ مجھے دار العلوم دیوبند کے فتوے کا نمائندہ سمجھ لیں جس میں زیر بحث دو روایات پر تحقیق لکھی گئی ہے۔

میں فی الحال اس بات سے صرف نظر کر رہا ہوں کہ آپ نے پھر "یزیدی ناصبی" کی گردان پڑھی ہے، ورنہ اس کے جواب میں مجھے بھی بہت کچھ لکھنا آتا ہے۔

میں بھی آپ کو نہیں جانتا، نہ آپ کے علم کو دیکھا ہے، میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ فلاں و فلاں سے لکھوا کر لائیں کہ آپ کی شکست ان کی شکست ہوگی، میرے نزدیک آپ بھی ابھی تک ایک انجان ہی ہیں۔

مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ آپ میرا چیلنج قبول کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ کبھی کہتے ہیں فلاں کے معاون بن جاؤ، کبھی کہتے ہیں فلاں سے لکھوا کر لاؤ۔ کبھی کہتے ہیں آپ کے نزدیک میری کوئی حیثیت ہی نہیں۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

جناب مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب! اگر کہیں تو بندہ حقیر پُر تقصیر سائل بن کر آجائے؟ ان دو روایات پر بات کرنے کے لئے جو زیر بحث ہیں اور جن پر دار العلوم دیوبند نے اپنے فتوے میں تحقیق لکھی ہے؟ میرا چیلنج بھی انہی دو روایات کے بارے میں ہے۔ امید ہے سائل کے لئے تو آپ کا علمی ہم پلہ ہونا ضروری نہیں ہوگا؟

اور اگر آنجناب پھر بھی اس بندہ حقیر کو اپنے سامنے بٹھانا اپنی توہین ہی سمجھتے

ہیں تو بندہ اسی موضوع پر مفصل تحریر لکھ رہا ہے جو فیس بک پر نشر ہو رہی ہے
اس کا تحریری جواب ہی لکھ کر بھیج دیں۔ ابھی اتنا ہی۔
نوٹ : مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ آپ کو میرے چیلنج والی پوسٹ کا آج
علم ہوا۔ اس لئے آپ کو قسمیں کھانے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔

حافظ عبید اللہ

2023/07/04

قارئین محترم! میں نے جو جواب لکھا وہ بلفظہ پورا کا پورا اوپر نقل کر دیا ہے۔ اس
کے جواب میں آنجناب کی طرف سے مندرجہ ذیل جواب آیا :

(نوٹ : اس سے بھی کچھ لوگوں کے نام میں نے حذف کر دیے ہیں)

" قاری عبید اللہ سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ سائل کی بھی کچھ شرائط ہوتی
ہیں کیونکہ سوال بذات خود آدھا علم ہے ۔ جیسے جج سے سوال کرنے کیلئے
وکالت کا کورس ضروری ہے اسی طرح علمی جواب بھی کچھ شد بد رکھنے والا ہی
سمجھے گا۔ جاہل کے سامنے علمی گفتگو بھینس کے سامنے بانسری بجانا یا بنص
حدیث خنزیر کے گلے میں ہیروں کا ہار ڈالنا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا چیلنج بھی
اس لئے قبول کیا کہ عرصہ تیس سال سے میدان مناظرہ میں ہے کچھ شد بد رکھتا
ہوگا ۔ جب وہ ہوا ہوگیا آپ کی کیا حیثیت ۔ انہی عبارات پر نمائندگی
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے لکھوا کر آجاؤ یا۔۔۔۔۔۔۔۔کو لے آؤ نہ اپنا وقت ضائع کرو نہ
عوام کا۔ یہ میرا آخری جواب ہے۔ قرآن پاک میں ہے وأتوا البیوت
من أبوابها ہر کام کا ایک طریقہ ہوتا ہے اس طریقہ پر اگر عمل کیا جائے

تبھی مقاصد تک پہنچا جاسکتا ہے۔ اگر ہر چیف جسٹس عامی شہری کو عدالت میں گفتگو کی اجازت دے دے تو وکالت کی ڈگری کی کیا حیثیت رہے گی اور عدالتوں میں کیا قیامت برپا ہوگی۔ امید ہے آپ علم دوست بن کر اصولوں کا پاس رکھ کر میری گزارشات پر عمل کرینگے۔ یہ اصول ہے بڑے سے بڑا کمانڈر بھی جنگی اصول چھوڑے گا تو شکست اسکا مقدر ہوگی۔ پورے ملک میں میرے ہزاروں شاگرد پھیلے ہوئے ہیں جنہوں نے فن مناظرہ کی تربیت مجھ سے لی کیا وہ مجھ سے نہیں پوچھیں گے کہ استاد محترم جو اصول ہمیں پڑھائے ہیں خود آپ نے ان پر کیوں عمل نہ کیا۔ محمد محمود عالم"۔

(محمود عالم صفدر صاحب کا جواب ختم ہوا)

قارئین محترم! دیکھا آپ نے؟ پہلے کہا کہ مناظرہ کے لئے میرا ان کے سامنے کوئی جوڑ نہیں بنتا، جب میں نے کہا کہ میں سائل بن کر آجاتا ہوں، تو اب سوچا کہ کہیں سچ مچ آہی نہ جائے کہ پنڈی اور اسلام آباد میں فاصلہ ہی کتنا ہے، تو ایک دم یہ پتّا پھینکا کہ سوال بھی آدھا علم ہوتا ہے اور تم تو جاہل ہو، علمی جواب تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا (ویسے یہ بات درست کہی کہ یہ کاغذی مناظرین اسلام اور علمی ٹٹ پونجیے جو اپنی طرف سے "علمی" جواب دے رہے ہیں وہ میری تو کیا کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آرہا)، اور پھر وہی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا کہ تم فلاں وفلاں سے اپنی نمائندگی لکھوا کر لے آؤ، یعنی پھر میں "استاذ المناظرین" صاحب کے برابر کا بھی ہو جاؤں گا اور جاہل بھی نہیں رہوں گا، یوں آنجناب نے بطور سائل بھی ان کے پاس آنے سے مجھے منع کر دیا۔

بہرحال! میں نے اس کے جواب میں اپنا آخری پیغام اسی واسطے سے بھیجا تھا جس واسطے سے مندرجہ بالا پیغام آیا تھا، جوکہ یہ ہے :

جناب چیف جسٹس صاحب!

سلام مسنون

آپ دارالعلوم دیوبند سے لکھوا کر لے آئیں کہ آپ مسلک دیوبند کے نمائندہ ہیں، اس کے بعد مجھ سے مطالبہ کریں، آپ کو آپ کے حلقہ مریدین میں کوئی جانتا ہوگا، ہم نے تو جمعہ جمعہ سات دن آپ کا نام سنا ہے، اور ہاں درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے آپ کا نمائندہ ساجد نقشبندی عرف" گالی باز" تو اجہل الناس ہے، جس نے لکھا ہے کہ"قسطنطنیہ سنہ 32ھ میں فتح ہو چکا تھا"، اب جس کے نمائندے ایسے عالم فاضل ہوں اس" چیف جسٹس" کا اپنا کیا حال ہوگا، اگر اسے" جاہلوں کا چیف جسٹس" یا" اندھوں میں کانا راجا" کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

میں نہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا نمائندہ ہوں اور نہ کسی ۔۔۔۔۔۔ کا، ایک لطیفہ سناتا ہوں مسکرا دیجئے گا! ہمارے ایک استاد جو خود حافظ نہیں تھے لیکن ان کی ساری اولاد حافظ تھی، کسی نے ان سے پوچھا کہ" حضرت آپ حافظ ہیں"؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ" میں حافظوں کا باپ ہوں" (العاقل تكفيه الاشارة) تو جناب چیف جسٹس صاحب! میں اپنے آپ کو مناظر اسلام تو نہیں کہتا لیکن میں" بہت سے مناظرین کا بھی باپ ہوں"، ویسے آپ کی حالت سے اندازہ تو ہوگیا کہ آپ میری تحریروں سے کس قدر خوف زدہ ہیں، میرے لئے اتنا ہی

کافی ہے کہ آپ کی مجلسوں میں رات دن میرا ہی تذکرہ ہوتا ہے۔

بہر حال! مجبور تو ہم کسی کو نہیں کر سکتے، لیکن چیلنج تا قیامت ہے، دار العلوم دیوبند نے جن دو روایات کے بارے میں فتویٰ جاری کیا ہے ان پر بات کرنے کے لئے جب من کرے بتا دیجئے گا بندہ حاضر ہو جائے گا۔ اپنا خیال رکھئے گا، زیادہ غصہ بلند فشار خون کا سبب بنتا ہے۔

آپ کا خیر خواہ

حافظ عبید اللہ

2023/07/05

نوٹ: محمود عالم اوکاڑوی کو میری طرف سے چیلنج دیے جانے کا اقرار اس نے خود اپنے "کتا۔بچہ" کے صفحہ 42 پر بھی کیا ہے۔

قارئین محترم! یہ ساری مراسلت ایک تیسرے شخص کے ذریعے ہو رہی تھی، بہر حال اس آخری پیغام کا محمود عالم اوکاڑوی کی طرف سے آج تک کوئی جواب نہیں آیا، آپ نے دیکھا کہ اس" کاغذی استاذ المناظرین" نے کس طرح راہ فرار اختیار کی، میں نے نہ کسی جماعت یا تنظیم کی طرف سے اسے چیلنج کیا تھا اور نہ ہی کسی کا نمائندہ بن کر، اور نہ ہی میں کسی جماعت یا تنظیم کا رکن ہوں، میں نہ ہی تونسوی خاندان کا ترجمان تھا اور نہ ہی خانوادہ امیر شریعت یا ان کی جماعت کا ترجمان، اور سب سے اہم یہ کہ زیر بحث تاریخی روایات کے بارے میں استفتاء اور اس کے جواب میں صادر ہونے والے تحقیقی فتاویٰ کا تعلق نہ علامہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں سے تھا اور نہ ہی ابناء امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے خاندان سے، لیکن جس نے بھاگنا ہو تو بہانے ہزار، اس بزدل" استاذ المناظرین" نے چونکہ آج تک کوئی

مناظرہ کیا ہی نہیں تھا تو اس نے مرزا قادیانی کی طرح ایسی شرطیں رکھنا شروع کر دیں کہ تم فلاں وفلاں سے لکھوا کر لاؤ کہ تم ان کے نمائندہ ہو، کبھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ تم جاہل ہو یا عالم، اس لئے میں تم سے بات نہیں کروں گا۔

پھر اس گروہ نے اپنے سب سے بڑے بزرگ کو میدان میں اتارا جن کا اسم گرامی "شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور" ہے، اور اسی "استاذ المناظرین محمود عالم اوکاڑوی" نے مستفتی بن کر ایک عدد دجل وفریب پر مشتمل استفتاء تیار کیا اور مولانا منیر احمد منور صاحب کو پیش کیا، یہ اس بات کی دلیل تھی کہ یہ موضوع کراچی و پنڈی ولاہور کے لونڈوں لپاڑوں سے اوپر کا ہے اور ان کی اتنی اوقات نہیں تھی کہ وہ خود اس پر کچھ لکھ سکتے یا اس پر آمنے سامنے بیٹھ کر بات کر سکتے، تو شیخ الحدیث صاحب موصوف نے اس استفتاء کے جواب میں" الدر الثمین " کے عنوان سے ایک فرمائشی رسالہ لکھ ڈالا جس میں بلا وجہ میرا نام لے کر بہتان طرازی کی گئی، جس کا رد اللہ کی توفیق اور اس کے فضل سے" کشفِ سبائیت" کے نام سے بندہ نے لکھا ہے جو تقریباً 480 صفحات پر مشتمل ہے، جس کا جواب الجواب نہ آج تک شیخ الحدیث صاحب نے لکھا ہے اور نہ ان شاء اللہ کوئی جواب آئے گا، اب چونکہ ہمارے سامنے شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور صاحب کو لا کھڑا کر دیا گیا تو اس لئے محمود عالم اکاڑوی واعوانہ کی حیثیت اب ہمارے سامنے کچھ نہیں، اب ہم منتظر ہیں کہ کب شیخ الحدیث صاحب موصوف کی طرف سے جواب الجواب آتا ہے، اگر آ گیا تو ہم ان شاء اللہ اس کا بھی جائزہ لیں گے۔

اب محمود عالم صفدر اوکاڑوی واعوانہ کی مشترکہ کاوش ومحنت سے نکلنے والے اس "کتا۔بچہ" سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب بھی کچھ لکھ رہے ہیں، چنانچہ لکھا ہے :

"ہم اپنے محبین کے لئے خبر دیتے ہیں کہ ان فتاویٰ کو سامنے رکھ کر جانشین حضرت اوکاڑوی حضرت اقدس مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی جواب لکھ رہے ہیں اور ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ مفتی صاحب علم کے سمندر ہیں ہم ایک قطرہ"۔

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ"، صفحہ 65و67)

یاد رہے! غالباً یہ وہی مفتی انور اوکاڑوی صاحب ہیں جو کافی عرصہ قبل راولپنڈی تشریف لائے تھے تو ان کے فریق مخالف مولوی خضر حیات بھکروی صاحب ان سے مناظرہ کرنے ان کی قیام گاہ پر پہنچ گئے تھے لیکن مفتی صاحب موصوف نے اپنے علم کے سمندر سے لوگوں کو فیض یاب کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اپنے کمرے سے باہر تشریف نہیں لائے تھے، یہ سب کچھ سوشل میڈیا کی زینت بھی بنا تھا۔

پھر جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا، ہمیں بار بار متعدد لوگوں کی طرف سے کہا گیا کہ اس ساری کارروائی کے پیچھے بھی بدقسمتی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت والے مولانا اللہ وسایا صاحب ہی ہیں، لیکن ہمارا حسن ظن ہمیں ان باتوں کو قبول کرنے سے مانع تھا، لیکن اب جب محمود عالم صفدر اوکاڑوی کے تازہ "کتا۔بچہ" میں باقاعدہ یہ لکھ دیا گیا ہے کہ یہ سب لغویات و ہفویات شائع کرنے کا حکم اسے مولانا موصوف کی طرف سے ملا ہے تو اب وہ تمام باتیں درست ہی معلوم ہوتی ہیں کہ یہ سب کچھ لوگوں کے ساتھ اپنی ذاتی دشمنی اور کدورت کا اظہار کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے، ورنہ کہاں دو عدد تاریخی روایات کی تحقیق اور کہاں مولانا اللہ وسایا صاحب کا دائرۂ اختصاص؟

محمود عالم صفدر اوکاڑوی کی حیثیت

ہمارا اصول ہے کہ ہم ذاتیات سے تعرض نہیں کرتے، خاص طور پر جو شخصیات اس دنیا سے جا چکیں ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان کا ذکر ادب کے ساتھ ہی کیا جائے، چاہے ان کے نظریات و آراء سے ہمیں شدید اختلاف ہو، لیکن ہاں! اگر کوئی ذاتیات پر اتر آئے تو پھر بطور نمونہ اسی کی زبان میں اسے آئینہ ضرور دکھاتے ہیں، کراچی کے ایک مشہور گالی باز نام نہاد "مناظر اسلام" نے مورخہ 7 فروری 2020ء کو فیس بک پر بلا وجہ اور بلا کسی سابقہ جان پہچان یا کسی بحث مباحثہ کے ہمیں ایک غلیظ اور گندی گالی لکھی تو ہمیں جواب میں اس کا حدود اربعہ ماپنا پڑا اور " گالی باز مناظر" کے عنوان سے تقریباً 80 صفحات پر مشتمل مضمون سامنے آیا، مولانا منیر احمد منور صاحب نے اپنی حیثیت اور اپنی بزرگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بلا وجہ بہتان طرازی کی ہمیں ان کے جواب میں قلم اٹھانا پڑا اور تقریباً 480 صفحات کی کتاب بن گئی، اب اس محمود عالم اوکاڑوی نے تو اپنے تازہ "کتا۔بچہ" میں خود دروازہ کھول دیا ہے یہ لکھ کر کہ :

"۔۔۔۔اگر فتنہ کسی صورت نہ رک رہا ہو تو کسی کے کردار کا آئینہ دکھانا آخری تریاق کے طور پر جائز ہے"۔

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ"، صفحہ 62)

تو ہم اسی کو" سند جواز" بناتے ہوئے آگے چلنے سے پہلے یہ بتائے دیتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمود عالم صفدر اوکاڑوی کی ان کے اپنے بزرگوں کے ہاں کیا حیثیت ہے؟

یہ 12 نومبر 2011ء کی بات ہے ایک جماعت جس کا نام" اتحاد اہل السنہ والجماعۃ" تھا، اس کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوتا ہے اس میں اس شخص محمد محمود عالم اوکاڑوی کے

بارے میں ایک فیصلہ کیا جاتا ہے جسے باقاعدہ" اعلان براءت" کے عنوان سے شائع بھی کیا جاتا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں :

"مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب کی جانب سے پھیلائے جانے والے کشوف والہامات ہمارے مشائخ علمائے دیوبند کے مزاج اور طرز عمل کے خلاف ہیں، جس پر حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) استاذ العلماء حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم العالیہ (امیر اتحاد اہل السنہ والجماعۃ) اور پیر طریقت حضرت مولانا حبیب الرحمن سومرو صاحب دامت برکاتہم العالیہ (مولانا محمود عالم صفدر صاحب کے شیخ و پیر و مرشد) کے سمجھانے کے باوجود مولانا محمود عالم صاحب اپنے طرز عمل پر قائم رہے، لہٰذا اتحاد اہل السنہ والجماعۃ کی مجلس شوریٰ نے مولانا محمود عالم صاحب کو جماعت سے خارج کردیا ہے، آئندہ اتحاد اہل السنہ والجماعۃ مولانا محمود عالم صاحب کے کسی قول و فعل کی ذمہ دار نہیں ہے"۔

(یہ پورا اعلان اتحاد اہل السنہ والجامعہ کے ترجمان" سہ ماہی مجلہ قافلۂ حق سرگودھا" کی جلد 6 شمارہ 1 بابت ماہ جنوری، فروری، مارچ 2012ء کے صفحہ 64 پر شائع ہوا جس کے اس وقت مدیر اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب تھے)۔

تو یہ ہے اس شخص کی حیثیت جو ہم سے کہتا ہے کہ تمہاری کوئی حیثیت نہیں، تم فلاں وفلاں سے لکھوا کر لاؤ کہ تم ان کے نمائندہ ہو اور تمہاری شکست ان کی شکست ہوگی، جبکہ اس شخص سے براءت کا اظہار کرنے والوں میں وہ مولانا منیر احمد منور صاحب بھی شامل تھے جن کو

اس گروہ نے اپنی نادانی کی بنا پر ہمارے سامنے لاکھڑا کر دیا ہے، اور یہ محمود عالم اوکاڑوی وہ شخص ہے جو مولانا اللہ وسایا صاحب کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس وقت کے امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے شیخ اور پیر و مرشد مولانا حبیب الرحمن سومرو صاحب کے سمجھانے پر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا، آج یہی" راندۂ درگاہ" مخبوط الحواس شخص دوسروں پر سنگ باری کر رہا ہے اور حسن اتفاق دیکھیے کہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی مرحوم جس جماعت کے تاحیات امیر رہے اسی جماعت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا صاحب اب اس شخص کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا، ہم کبھی یہ بات ذکر نہ کرتے کیونکہ اس کا ہمارے زیر بحث دو عدد تاریخی روایات والے موضوع سے کوئی تعلق نہیں، لیکن جب خود محمود عالم اوکاڑوی نے اپنے تازہ" کتا۔بچہ" میں یہ لکھ دیا کہ" اگر فتنہ کسی صورت نہ رک رہا ہو تو کسی کے کردار کا آئینہ دکھانا آخری تریاق کے طور پر جائز ہے" تو ہم نے اسی" فتوائے جواز" کی بنا پر یہ سب ذکر کر دیا (اس کے علاوہ اس شخص کے ذاتی کردار سے متعلق بھی بہت سی باتیں ہم تک پہنچی ہیں جن سے ابھی ہم چشم پوشی کرتے ہیں)۔ جو بات اوپر ذکر کی گئی اس کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو اس شخص کی اپنی جماعت اور اپنے بزرگوں کے نزدیک حیثیت کا اندازہ ہو جائے۔

یہ حبِّ علی نہیں بلکہ بُغضِ معاویہ ہے

اب آئیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا صاحب کے حکم پر نکالے گئے چالیس ورقی" کتا۔۔بچہ" کی چند باتوں کا مختصر الفاظ میں جائزہ لیتے ہیں۔

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے کہ اصل موضوع دو عدد تاریخی روایات کی تحقیق تھی جن

سے صحابہ کرام، خاص طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن نکلتا تھا (آپ پہلے پڑھ چکے کہ کس طرح معروف رافضی غلام حسین نجفی نے ان دو روایات میں سے ایک روایت کو لے کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہتان طرازی کی ہے) لیکن ان لوگوں کا مقصد چونکہ بلا وجہ اور بلا دلیل حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں اور ان کے خاندان کو نشانہ بنانا تھا جن کا نہ اس استفتاء سے کوئی تعلق تھا اور نہ ہی ان کی طرف سے اس بارے میں کسی قسم کا کوئی فتویٰ جاری ہوا تھا، نہ ہی اس موضوع کے ضمن میں ان کی طرف سے کسی شخص کے خلاف بدزبانی کی گئی، بلکہ ان کی طرف سے اس سارے عرصہ کے دوران کسی شخصیت سے متعلق تحریری وتقریری کسی طرح سے بھی کچھ جاری نہ ہوا، نیز حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ابناء کی طرف سے چونکہ دارالعلوم دیوبند و دارالعلوم کراچی وغیرہ سے صادر ہونے والی زیر بحث روایات کی تحقیق کی تائید کی گئی تھی (جیسے اور بھی بہت سے علماء کی تائیدات بھی آئیں) تو ان لوگوں نے اپنی ذاتی پرخاش نکالنے کے لئے ابناء امیر شریعت اور ابناء علامہ تونسوی کے خلاف ایک طوفان بد تمیزی بپا کیا، اور اس سب کے پیچھے پہلے تو شک تھا کہ کون تھا، لیکن اب محمود عالم صفدر اوکاڑوی نے انکشاف کیا ہے کہ یہ سب کچھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا صاحب کی سرپرستی میں ہو رہا تھا، بلکہ اب جبکہ اس گروہ کی ساری باطل تاویلات کا قلع خود مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے ان کے شاگرد خاص کے ذریعے منظر عام پر آنے والے بیان سے قمع ہو چکا تھا تو پھر بھی انہیں چین نہ آیا اور محمود عالم اوکاڑوی کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی ان "وٹس ایپی" واہیات تحریرات کو جمع کر کے شائع کرے جو وہ گزشتہ دو اڑھائی سال میں لکھتا رہا، مقصد اس سے پھر بھی زیر بحث روایات کی تحقیق سے متعلق کوئی علمی تحقیق سامنے لانا نہیں تھا بلکہ ابناء امیر شریعت اور ابناء علامہ تونسوی سے اپنی پرخاش نکالنا تھا، آپ

یہ چالیس ورقی ”کتابچہ“ پڑھ لیں آپ کو ہرگز کوئی علمی بات نہیں ملے گی، کہیں نہیں ملے گا کہ جن دو عدد تاریخی روایات سے متعلق فتویٰ لیا گیا ان کے بارے میں ہماری تحقیق یہ ہے، نہ ہی دارالعلوم دیوبند و دارالعلوم کراچی وغیرہ سے ان روایات کے بارے میں صادر ہونے والی علمی تحقیق پر کوئی اعتراض اٹھایا گیا ہے، آپ کو صرف کچھ شخصیات پر ”عُوعُو“ ہوتا ہی نظر آئے گا اور انتہائی بے شرمی کے ساتھ یہ جھوٹ لکھا جا رہا ہے کہ مستفتی عبدالواجد لطیف نے جو دو روایات کے بارے میں مفتیان سے سوال کیا اور جو فتاویٰ جاری ہوئے ان کے پیچھے حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان اور علامہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان تھا۔ لعنة الله على الكاذبين۔

پھر دجل و فریب کی انتہا ہے کہ نفس مسئلہ تو یہ تھا کہ زیر بحث روایات سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص نکلتی ہے یا نہیں؟ ان پر طعن آتا ہے یا نہیں؟ نہ استفتاء میں اور نہ ہی فتاویٰ میں یزید یا اس کے فسق کی بحث تھی اور نہ ہی اس بارے میں کوئی سوال تھا، لیکن اس گروہ کا مقصد چونکہ چند لوگوں کو نشانہ بنانا تھا اس لئے انہوں نے ”یزیدیت یزیدیت“ کا شور ڈالنا شروع کر دیا، آخر کار جب خود حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کا بیان بھی سامنے آگیا کہ ”اس روایت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا شائبہ نکلتا ہے“ تو معلوم نہیں انہوں نے حضرت اوکاڑوی پر ”یزیدی“ کا آوازہ کیوں نہیں کَسا؟ کیونکہ یہی بات تو وہ سب بھی کہہ رہے ہیں جن پر ان لوگوں نے ”یزیدی و ناصبی“ کے فتوے جاری کیے؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے علامہ زمخشری معتزلی کے ایک رسالے کی اشاعت

چونکہ بقول محمود عالم صفدر اوکاڑوی، اس کے اس "کتا۔ بچہ" کو نکالنے کا حکم عالمی مجلس ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا صاحب نے دیا ہے تو ہم یہاں ایک اور رسالے کا بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جنوری 2025ء میں مولانا اللہ وسایا صاحب ہی کے زیرنگرانی "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کی طرف سے مجلس ہی کے دو علماء کی "تحقیق و تخریج" اور مولانا ہی کے لکھے "عرض ناشر" کے ساتھ علامہ جار اللہ زمخشری (جن کا شمار "معتزلہ" کے بڑے علماء میں ہوتا ہے ، اور جن کی وفات سنہ 538ھ میں ہوئی، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیر اعلام النبلاء" میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ: وَكَانَ دَاعِيَةً إِلَى الاعتزَالِ، اللهُ يُسَامِحُه وہ اعتزال کے داعی تھے، اللہ انہیں معاف فرمائے) ان کی طرف منسوب ایک رسالے کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے جس کا عنوان "خلفاء راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات" رکھا گیا ہے (جب کہ اصل عربی رسالے کا عنوان "المختصر من كتاب المُوافقة بين اهل البيت والصحابة" ہے) اس رسالے میں جہاں اور موضوع وضعیف قسم کی روایات مذکور ہیں، وہیں خاص طور پر تیسرے خلیفہ راشد، دامادِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات کے ضمن میں ایسی باتیں لکھی ہیں جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ناقدین اور آپ پر اعتراض کرنے والے کیا کرتے ہیں، مثلاً اس میں لکھا ہے:

"جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو چونکہ اپنی قوم کی محبت زائد تھی، اس لئے بعض صحابہ ان کی خلافت سے خوش نہ تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال

تک حاکم رہے، اکثر بنو امیہ کو امراء بنا کر بھیجتے جن کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میسر نہ ہوئی تھی اور ان سے وہ امور سرزد ہوتے تھے جن کو صحابہ (رضی اللہ عنہم) ناپسند کرتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہی میں خوش ہوتے تھے اور ان کو قصور وار نہ سمجھتے تھے، اخیر کے چھ سالوں میں اپنے چچا زاد بھائیوں کو ترجیح دینے لگے اور ان کو امراء بنایا اور ہر کام میں اپنا شریک کیا"۔

(خلفاء راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات، صفحہ 99)

"۔۔۔۔۔اس سے پہلے ہی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ میں کچھ کشیدگی تھی۔۔۔"۔

(ایضاً صفحہ 100)

"۔۔۔۔۔حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی۔۔۔"۔

(ایضاً صفحہ 100)

"۔۔۔۔۔مدینہ کا ہر فرد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بگڑ گیا اور جو لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو ذر اور حضرت عمار (رضی اللہ عنہم) کی وجہ سے ناراض تھے ان کا غصہ اور بھی بڑھ گیا، تمام صحابہ اٹھ کر اپنے اپنے گھر چلے گئے۔۔۔۔"

(ایضاً صفحہ 101)

"۔۔۔۔۔لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا، محمد بن ابی بکر نے بنو تمیم کو جمع کر لیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو مدد دی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

بھی اکثر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اکساتی تھیں"۔

(ایضاً صفحہ 101)

"۔۔۔۔۔۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی نکلیں اور کہتی تھیں: عثمان! خدا تم سے راضی ہو، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کل تو تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکا رہی تھیں آج ان کو رو رہی ہو۔۔۔"۔

(ایضاً صفحہ 104)

حضرات! کیا یہ وہی باتیں نہیں جو سید مودودی نے "خلافت وملوکیت" میں لکھی ہیں؟ پھر مودودی صاحب کو کیوں عتاب کا نشانہ بنایا جاتا ہے؟ اور کیا انہی باتوں کو آج بلا تحقیق "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے ناقدین صحابہ، خاص طور پر ناقدین خلیفۂ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مضبوط نہیں کیے گئے؟ اس پر "دفاعِ صحابہ" کا مورچہ سنبھالنے والے آج تک کیوں خاموش ہیں؟ ایک غیر صحابی عالم حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے دفاع میں طوفان اٹھانے والوں اور اس ضمن میں متعدد لوگوں کی پگڑیاں اچھالنے والوں کو یہاں سانپ کیوں سونگھ جاتا ہے؟ صرف اس لئے کہ یہ رسالہ "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کی طرف سے شائع کیا گیا ہے اور انہیں سات خون معاف ہیں؟ اگر کوئی اس پر اعتراض کرے گا تو وہ "یزیدی وناصبی" کہلائے گا؟ اور تو اور، کتاب کے ٹائٹل پر یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس رسالے کی "تحقیق" بھی مجلس کے دو عدد "محققین" نے فرمائی ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کام غیر شعوری طور پر یا لاعلمی میں نہیں کیا گیا، بلکہ اس رسالے کا جائزہ لے کر اس میں موجود تمام باتوں کی باقاعدہ تحقیق بھی کی گئی ہے، یاد رہے! اس رسالے میں اور بھی محل نظر عبارات ہیں، ہم نے صرف بطور مشتے نمونہ از خروارے چند چیزیں

نقل کی ہیں، اور مزے کی بات یہ ہے کہ علامہ زمخشری معتزلی کا یہ رسالہ ہزاروں کی تعداد میں جس کاغذ پر شائع کیا گیا ہے وہ خود مولانا اللہ وسایا صاحب کے بقول کسی صاحب خیر نے "زکوٰۃ" کی مد میں مجلس ختم نبوت کو دیا تھا۔

محمود عالم اوکاڑوی کے "کتا۔بچہ" کے خدوخال

اور اب محمود عالم اوکاڑوی کی ان لغویات کو بھی بد قسمتی سے انہی مولانا اللہ وسایا صاحب کی سرپرستی بلکہ ان کے حکم سے شائع کیا گیا (جیسا کہ محمود عالم نے لکھا ہے، دروغ بر گردن محمود عالم) آپ اس چالیس ورقی "کتا۔بچہ" کی فہرست مضامین پر ایک نظر ڈال لیں آپ کو ایسے عنوان اور الفاظ ملیں گے

پکڑو کالا چور

فخر اہلسنت علامہ تونسوی اور سرپستان یزید

یہ ذلت بھی یارب! میری خاکستر میں تھی

ابنائے امیر شریعت تلخ مگر سچے حقائق

مولانا فاروقی کی ثالثی اور ناصبت کے ہاتھی دانت

یزیدیت کا ابوجہل

تقیہ باز ابن سیالکوٹی

باپ کی غیرت کو خاک میں ملا دیا

غدار بنی ہاشم

میدان مناظرہ کا ہیجڑا

بدباطن یزیدی مرید

شیخ یزیدیت

بے غیرت سا بے غیرت انسان

جعلی عامل

عورتوں کے ساتھ تیرے سکینڈل ہیں

خانوادہ امیر شریعت جہلاء کا ٹبر

غور فرمائیں! مسئلہ تو وہ تاریخی روایات تھیں جن کو دار العلوم دیوبند و دار العلوم کراچی سمیت متعدد دار الافتاء "موضوع، مردود، نا قابل استدلال اور غیر مستند" قرار دے چکے، جن کے بارے میں علامہ ابن الجوزی سے لے کر مولانا محمد اسماعیل ریحان تک اور خود مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی بھی اقرار کر چکے کہ ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہتان آتا ہے اور ان کی تنقیص نکلتی ہے، لیکن یہ لوگ ابھی تک اپنی ذاتی کدورتوں اور نفرتوں کا اظہار ہی کر رہے ہیں اور نہ صرف ان روایات کو "متناً و معناً صحیح" کہنے والے اپنے غلط موقف پر قائم و دائم ہیں بلکہ محمود عالم اوکاڑوی نے تو یہ دعویٰ کر دیا کہ:

"جس روایت کو تم آفتاب نصف النہار سے زاید روش گستاخی سمجھتے ہم اسے عین ایمان سمجھتے اور تم گستاخی ثابت کرو ہم ایمان ثابت کریں گے"۔

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ"، صفحہ 61)

بھائی! اگر آپ کو کچھ کہنا ہی ہے تو ان مفتیان کو کہو جنہوں نے ان روایات کو "سنداً ومتناً موضوع" لکھا ہے لیکن آپ کے شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور ایسی روایات کو "متناً و معناً صحیح" ثابت کرنے پر زور لگاتے رہے اور یہی مولانا اللہ وسایا صاحب اور دیگر حضرات ان کی بھی تائید کرتے پائے گئے، کیا یہ فتاویٰ ابنائے امیر شریعت یا مولانا عبد الستار تونسوی کے

بیٹوں نے جاری کیے تھے؟ یا انہوں نے منگوائے تھے؟ پھر کیوں نہ کہا جائے کہ یہ "حُبِّ علی نہیں بلکہ بغضِ معاویہ" ہے، ان وارثان ابن سبا کے پاس جب نفس مسئلہ پر کوئی علمی شد بد نہیں تھی، نہ ہی یہ ان روایات کے بارے میں سامنے آئی تحقیق کا علمی رد کر سکے تو انہوں نے ذاتیات پر حملے شروع کر دیے، بلکہ اس گروہ کے ظلی و بروزی ابن سبا، محمود عالم صفدر اوکاڑوی نے انتہائی کھٹیا پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک بات کا حوالہ دے کر یہ لکھا ہے کہ:

"۔۔۔اسی سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ آج جو یہ ذہن بن چکا ہے کہ کسی کا شخصی کردار نہ اچھالو یہ امیر عزیمت کے نزدیک معیوب نہ تھا، اگر فتنہ کسی صورت نہ رک رہا ہو تو کسی کے کردار کا آئینہ دکھانا آخری تریاق کے طور پر جائز ہے"۔

(محمود عالم کا "کتا۔۔۔بچہ"، صفحہ 62)

یوں وہ تسلیم کرتا ہے کہ ان کے پاس زیر بحث تاریخی روایات پر علمی طور پر کہنے اور لکھنے کے لئے کچھ نہیں اور ان کا حال "فبهت الذي كفر" والا ہو چکا ہے، خود مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے اپنے بیان کے منظر عام پر آنے کے بعد کہ "یہ روایت سنداً درست معلوم نہیں ہوتی اور اس سے واقعتہً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا شائبہ نکلتا ہے" ان بیچاروں کے سارے کیے کرائے پر پانی پھر گیا ہے تو اب انہوں نے صرف اپنے ذاتی عناد کی وجہ سے ان لوگوں کو گالیاں دینا اور ان پر "عُوعُو" کرنا شروع کر دیا جن کا زیر بحث استفتاء اور اس کے جواب میں آنے والے فتاویٰ سے کوئی تعلق ہی نہ تھا، نہ انہوں نے استفتاء لکھا، نہ کوئی فتویٰ جاری کیا اور نہ ہی ان کے کہنے یا ان کی ہدایت پر یہ سب کیا گیا۔

رہی بات محمود عالم صفدر اوکاڑوی کے اس چالیس ورقی "کتا۔بچہ" کی علمی حیثت

کی، تو اس میں اصل مسئلہ یعنی دو عدد تاریخی روایات کے بارے میں استفتاء وفتاویٰ سے متعلق صرف چند سطریں ہی ہیں، اور ان میں بھی اس کتا۔بچہ کے شروع میں ایک بات لکھی ہے اور اس کے آخری صفحے پر اس سے متضاد بات لکھی ہے، ملاحظہ فرمائیں، محمود عالم اوکاڑوی دو عدد تاریخی روایات سے متعلق استفتاء کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"۔۔۔۔۔اگر پورا مضمون بھیجتے اور یہ لکھتے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ (یعنی مولانا امین صفدر اوکاڑوی۔ناقل) نے اس روایت سے فسق یزید پر استدلال کیا ہے اور سیاق وسباق گواہ ہے تو فتویٰ یقیناً یہی آنا تھا کہ اس استدلال سے نہ حضرت گستاخ ہیں نہ کافر و زندیق"۔

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ"، صفحہ 4)

غور فرمائیں! یہ اس روایت کا ذکر ہو رہا ہے جو آپ غلام حسین نجفی رافضی کے حوالے سے پہلے پڑھ چکے ہیں، جس پر نجفی نے یہ عنوان دیا ہے کہ:

"حاکم شام کا بیٹے کو چھپ کر شراب پینے کی اجازت دینا"

یہاں محمود عالم صفدر اوکاڑوی اقرار کر رہا ہے کہ مولانا امین صفدر اوکاڑوی نے اس روایت سے فسق یزید پر "استدلال" کیا ہے، یعنی انہوں نے یزید کو شرابی ثابت کرنے کی دلیل کے طور پر یہ روایت پیش کی ہے اور یہ ان کا موقف تھا جسے ثابت کرنے کے لئے یہ روایت بطور دلیل لائے۔لیکن اسی "کتا۔بچہ" کے آخری صفحے کی آخری سطور یہ ہیں:

"پھر یہ بھی واضح رہے کہ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی جس عبارت پر اعتراض کی بنیاد کھڑی کی جا رہی ہے یہ ساری عبارت الزامی ہے، الزامی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات کوئی شخص کوئی بات یا کوئی حوالہ نقل کرتا ہے اس

سے اپنا عقیدہ ثابت نہیں کرتا بلکہ محض الزام خصم یعنی اگلے کو چپ کرانا مقصود ہوتا ہے، الزامی عبارت سے ناقل کا اتفاق کرنا یا الزامی عبارات کے مطابق عقیدہ ہونا ضروری نہیں ہوتا"

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ" صفحہ 80)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم نے جو یہ روایت اپنی کتاب میں نقل کی اس سے ان کا مقصد کچھ (یزید کا شرابی ہونا وغیرہ) ثابت کرنا نہیں تھا نہ ہی کسی بات پر استدلال کرنا ان کا مقصد تھا، بلکہ انہوں نے یہ روایت صرف بطور الزام علی الخصم نقل کی تھی۔

محمود عالم صفدر اوکاڑوی جیسے ذہنی مریض میں تو اتنی قابلیت ہی نہیں کہ وہ اس تضاد کو دور کرسکے کہ اس روایت سے مولانا امین صفدر اوکاڑوی مرحوم نے یزید کے شرابی ہونے پر واقعی استدلال کیا تھا یا صرف بطور الزام علی الخصم یہ روایت نقل کی تھی؟ اگر مولانا اللہ وسایا صاحب ہی راہنمائی فرمادیں اور اس کتا۔بچہ کے "سر" اور "دم" میں مطابقت سمجھا دیں تو نوازش ہوگی۔ اس ایک مثال سے ہی آپ کو اندزہ ہوجائے گا کہ محمود عالم صفدر اوکاڑوی کے اس "کتا۔بچہ" کی علمی حیثیت کیا ہے۔

"یہ ذلت بھی یارب! میری خاکستر میں تھی"

اوپر آپ نے جو عنوان پڑھا یہ پنڈی چکری روڈ کے اس "محمود عالم صفدر اوکاڑوی" نامی مفرور کے اسی "کتا۔بچہ" کے صفحہ 17 سے لیا گیا ہے اور جو بات ہم آگے لکھنے جارہے ہیں چونکہ اس پر یہ عنوان حرف بحرف صادق آتا ہے اس لئے ہم نے بھی یہی

عنوان اختیار کیا ہے۔

جیسا کہ خود محمود عالم نے انکشاف کیا ہے کہ یہ "کتا۔بچہ" عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معروف مبلغ مولانا اللہ وسایا صاحب کے حکم پر نکالا گیا ہے۔اور اس "کتا۔بچہ" کو دیکھنے کے بعد یہی سمجھ آتا ہے کہ اس کو نکلوانے کے پیچھے مولانا اللہ وسایا صاحب کا واحد مقصد خاندان حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور خاندان علامہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و تشنیع ہی ہے اور کچھ نہیں، لیکن آج آپ کو ایک مزے کی بات بتاتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر محترم پر طعن

جس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے مولانا اللہ وسایا صاحب کا نام نامی مشہور ہے، اسی مجلس کے موجودہ امیر ہیں پیر طریقت حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب، اور جو "کتا۔بچہ" مولانا اللہ وسایا صاحب کے حکم سے نکالا گیا ہے اس میں اپنے انہی امیر محترم پر یہ طعن کیا گیا ہے کہ:

"۔۔۔آپ کی ہمدردیاں "کفیلان یزید" کے ساتھ ہیں جو ہماری سمجھ سے بالا تر ہیں"۔

(محمود عالم اوکاڑوی کا "کتا۔بچہ"، صفحہ 63)

یوں یہ عجوبہ ہی ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک سابق امیر حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی مرحوم کی طرف سے نومبر 2011ء میں "راندۂ درگاہ" قرار دیے جانے والے اور اسی مجلس کے موجودہ امیر محترم کو "کفیلان یزید" کا ہمدرد ہونے کا طعنہ دینے والے محمود عالم صفدر اوکاڑوی کی پھکڑ بازیوں اور بکواسات پر مشتمل "کتا۔بچہ" کو اسی عالمی مجلس تحفظ

ختم نبوت کے مرکزی مبلغ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب کے حکم سے اور ان کی سرپرستی میں نکالا گیا ہے۔

کاش مولانا اللہ وسایا صاحب پنڈی کے اس مخبوط الحواس شخص کی ہفوات و بکواسات کو شائع کرنے کا حکم دینے سے پہلے ایک بار پڑھنے کی زحمت ہی فرما لیتے۔ لیکن جب بات انسان کی ذاتی پسند و ناپسند کی آجائے تو کبھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مغلوب بھی ہو جاتی ہیں۔

نوٹ: اس "کتا۔ بچہ" کے مولانا اللہ وسایا صاحب کے حکم سے نکالے جانے کا دعویٰ "کتا۔ بچہ" کے مرکزی خالق محمود عالم صفدر اوکاڑوی مفرور نے کیا ہے، اور اس شخص کو اسی "کتا۔ بچہ" میں جن القاب سے نوازا گیا ہے ان میں "ثقہ، ثبت اور اصدق العلماء" کے القاب بھی ہیں لہٰذا ہماری کیا مجال کہ ہم اس پائے کے راوی کو جھوٹا قرار دیں؟

برتن سے وہی کچھ برآمد ہوتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے

ارشاد خداوندی ہے:

"وَٱلۡبَلَدُ ٱلطَّيِّبُ يَخۡرُجُ نَبَاتُهُۥ بِإِذۡنِ رَبِّهِۦۖ وَٱلَّذِي خَبُثَ لَا يَخۡرُجُ إِلَّا نَكِدٗاۚ" اور جو زمین اچھی ہوتی ہے اس کی پیداوار تو اپنے رب کے حکم سے نکل آتی ہے، اور جو زمین خراب ہوگئی ہو، اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا (الاعراف، 58)

بالکل اسی طرح برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے، جن دلوں میں نفرت، کدورت، حسد اور بغض بھرا ہوا ہو، ظاہر ہے ان سے یہی کچھ نکلے گا، آئیے ذرا نمونے کے طور پر محمود عالم صفدر اوکاڑوی کے "کتا۔ بچہ" سے چند "بدبودار" بکواسات پر نظر

ڈالتے ہیں اور ان پر مختصر تبصرہ بھی کیے دیتے ہیں۔

یہ مفرور شخص جو دو عدد موضوع و مردود اور طعن صحابہ پر مشتمل روایات پر بات کرنے سے متعلق ہمارے چیلنج سے یوں فرار ہوا جیسے چور لنگوٹی چھوڑ کر بھاگتا ہے، انتہائی بے شرمی کے ساتھ لکھتا ہے :

"۔۔عجیب بات ہے کہ فتاویٰ کی تلوار تمھارے ہاتھ میں ہے پھر بھی اتنی بزدلی کیوں؟ سنا کرتے تھے کہ ہیجڑوں کے ہاتھ میں پستول کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، تم بھی میدان مناظرہ کے ہیجڑے ہو"۔

(محمود عالم مفرور کا "کتا۔بچہ" صفحہ 5)

قارئین محترم! آپ پہلے تفصیل کے ساتھ پڑھ آئے ہیں کہ کس طرح یہ شخص جو دوسروں کو "ہیجڑا" ہونے کے طعنے دے رہا ہے راقم کی طرف سے دیے گئے چیلنج سے اپنی لنگوٹی چھوڑ کر بھاگا تھا، اگر یہ "مرد" ہوتا تو بھلا یوں بھاگتا؟ کیا زمانہ آگیا ہے کہ ایک سکہ بند ہیجڑا دوسروں کو اسی بات کا طعنہ دے رہا ہے جو وہ خود ہے۔

یہی محمود عالم، حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"گزشتہ کئی ماہ سے ملتان کے کفیلان یزید سرخ پوش یزیدی حجۃ اللہ فی الارض پاسبان مسلک احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی کے خلاف محاذ آرائی میں مصروف ہیں۔۔"

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ" صفحہ 17)

اسی صفحے پر آگے لکھتا ہے :

”حضرت مولانا ساجد نقشبندی نے آج سے تقریباً پندرہ دن قبل ان کو مناظرے کا چیلنج دیا جو یہ سب یزیدی شیر مادر سمجھ کر پی چکے ہیں، کفیل یزیدی سمیت سب ناصبیوں کو ساجد خان کا سامنا کرنا سکرۃ الموت نظر آتا ہے۔۔“

(ایضاً صفحہ 17)

اسی ”کتا۔بچہ“ میں آگے پھر ایک جگہ لکھا ہے :

”گزشتہ دنوں ملتان کے لال کرتیوں یزیدیوں ناصبیوں اور کفیلان فتن کو مولانا ساجد خان نقشبندی سلمہ اللہ تعالی نے جب مناظرے کا چیلنج دیا اور ساتھ ہی اپنی فراست اور تجربہ کی بناء پر یہ پیش گوئی بھی کر دی کہ یہ کبھی اس موضوع پر میدان میں عاشقان اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بیٹھنے کی جرأت نہیں کرینگے۔۔۔“

(ایضاً صفحہ 25)

قارئین محترم! محمود عالم اوکاڑوی (جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ اس نے زندگی میں کبھی کوئی مناظرہ کیا بھی ہے یا نہیں؟) یا اس کا کوئی بھی سرپرست الٹا بھی لٹک جائے تو یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے کسی فرد نے دو عدد تاریخی روایات کے بارے میں کوئی استفتاء لکھا ہو یا کوئی فتویٰ دیا ہو، نہ زیر بحث موضوع پر دونوں طرف سے بپا معرکہ کے دوران ان کی طرف سے کسی قسم کوئی تحریر لکھی گئی ہو یا بیان ہی جاری ہوا ہو، پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کراچی کا وہ کاغذی مناظر اسلام جو پچھلے پانچ چھ سال سے ہمارے ہاتھوں ذلیل ہو رہا ہے جسے ہم نے علی الاعلان ”گالی باز“، ”جاہل“،

”فاسق“، ”گستاخ صحابہ“، ”گستاخ سلف صالحین“ اور ”لاکھوں علماء وصلحاء واتقیاء پر بہتان لگانے والا“ ثابت کیا ہوا ہے وہ ان الزامات کی تردید کے لئے سامنے نہیں آتا، اور اگر کچھ لکھتا بھی ہے تو اس میں تو اتنی ہمت نہیں کہ وہ اپنے اصلی نام سے لکھے، وہ کبھی ”دوست محمد قندھاری“ کے فرضی نام سے آتا ہے اور کبھی ”یونس تونسوی“ یا ”حذیفہ راجکوٹی“ کے نام سے آتا ہے، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ آگے سے جو آپریشن ”ردّ الفساد“ ہونا ہے وہ تباہ کن ہونا ہے (اس کے لئے ہمارا تقریباً چھ سال قبل پانچ حصوں میں لکھا گیا مضمون ”گالی باز مناظر“ اور برادر عبدالواجد لطیف کی مرتب کردہ کتاب لاجواب ”دجلیات راجکوٹی“ کا مطالعہ کرلیا جائے جو دونوں نیٹ پر دستیاب ہیں) تو یہ کراچی والا ”جاہل“ تو خود منہ چھپاتا پھر رہا ہے۔

پھر کیا خوب کہی ”عاشقان اہل بیت“؟ کیا اہل بیت کے عشاق لوگوں کو گندی گالیاں دیتے ہیں؟ اگر محمود عالم ہمارا چیلنج قبول کرنے کی ہمت کرتا اور ہمارے سامنے بیٹھ جاتا تو ہم اسے بتاتے کہ اس کے کراچی والے ”عاشق اہل بیت“ کے طعن سے تو اہل بیت کرام کی ہستیاں (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ و حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) تک بھی محفوظ نہ رہیں، ہم محمود عالم کو اس شخص کی بدبودار گالیوں کے دستاویزی ثبوت دکھاتے جن کے بارے میں ہم نے بار بار چیلنج کیا ہے کہ کوئی سے بھی تین یا زیادہ علماء کی کمیٹی بنادو ہم وہ سب مواد ان کے سامنے رکھتے ہیں، لیکن ظاہر ہے ہیجڑے تو ہیجڑے ہوتے ہیں، ان بیچاروں میں ایسی ہمت کہاں۔ پھر سوال ہے کہ اس گالی باز نے ان مفتیان کرام کو مناظرے کا چیلنج کیوں نہیں دیا تھا جنہوں نے زیر بحث دو عدد روایات سے متعلق فتاویٰ دیے تھے؟ کیا وہاں اس کی ہوا نکلتی تھی؟ کیا یہ فتوے ملتان میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے جاری ہوئے تھے جو انہیں چیلنج کیے گئے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسی گالی باز نے عین اس وقت جب ان تاریخی

روایات سے متعلق فتاویٰ کو لے کر ایک معرکہ بپا تھا خود نواسۂ حضرت امیر شریعت سید کفیل بخاری صاحب کو (اپنی عادت کے مطابق اپنا تعارف کروائے بغیر) فون نہیں کیا تھا؟ کیا اس نے ان سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ ان کی مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم سے متعلق کیا رائے ہے؟ اور کیا پھر اس گالی باز نے خود یہ نہیں بتایا تھا کہ سید کفیل بخاری صاحب نے مولانا اوکاڑوی کا ذکر بالخیر ہی کیا ہے، ان کے خلاف کچھ نہیں کہا؟ اور اب جب خود مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کا بیان بھی سامنے آگیا جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ زیر بحث روایات میں سے ایک روایت سے" واقعۃً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا شائبہ نکلتا ہے" تو محمود عالم مفرور اس دوسرے کراچی والے مفرور کو لے کر حضرت اوکاڑوی کی قبر پر کیوں نہیں لے جاتا کہ وہاں جا کر چیلنج کرو کہ کیسے اس روایت سے صحابی کی تنقیص کا شائبہ نکلتا ہے؟

پھر یہ کراچی کا گالی باز چیلنج بازی کس بات پر کر رہا تھا؟ کیا اس بات پر کر رہا تھا کہ استفتاء میں جن دو عدد تاریخی روایات سے متعلق سوال کیا گیا ہے ان کو صحیح ماننے سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن آتا ہے اور ان کی تنقیص ہوتی ہے یا نہیں؟ ہرگز نہیں، بلکہ انتہائی مکاری اور عیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے یہ شور ڈال رہا تھا کہ جیسے استفتاء اور فتاویٰ کا موضوع "فسق یزید" ہو، وہ مُنہ سے جھاگ نکال نکال کر" یزید یزید" کا ورد کر رہا تھا اور "فسق یزید" کے ترانے گا رہا تھا اور اسی پر چیلنج بازی کر رہا تھا، جبکہ یہ سرے سے موضوع ہی نہ تھا نہ استفتاء میں ایسا کوئی سوال تھا نہ فتاویٰ میں اس بارے میں کچھ لکھا تھا، اصل مسئلہ اور اصل موضوع تو ان تاریخی روایات کی بنا پر یزید کے والد صحابی رسول سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر آرہے بہتان اور آپ کی تنقیص کا تھا، یہ کراچی والا گالی باز چونکہ خود ایسی واہیات روایات سے اپنے ایک "کتابچہ" میں استدلال کر چکا تھا اس لئے وہ خوب جانتا تھا کہ ان فتاویٰ کی زد

میں وہ خود بھی آرہا ہے اس لئے اس نے انتہائی مکاری سے موضوع کو "فسق یزید" کی طرف پھیرنے کی کوشش کی اور آج یہ مخبوط الحواس بھگوڑا محمود عالم اوکاڑوی بھی یہی راگ الاپ رہا ہے۔

آگے چلنے سے پہلے یہ دیکھتے جائیں کہ اس کراچی والے نام نہاد مناظر اسلام نے کس طرح اسی روایت سے استدلال کیا ہے جس روایت سے رافضی غلام حسین نجفی نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کیا ہے، کراچی والا مناظر "یزید" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"جوانی میں شراب پینے کے عادی تھے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ شرابی ہیں تو آپ نے ان کو تادیب بھی کی لیکن ان کی طبیعت سے واقف تھے اس لئے یہ تادیب کافی نرم اور حکیمانہ تھی اور اس سلسلہ میں آپ نے چند اشعار بھی ان کے سامنے پڑھے (البدایہ 11 / 640، تاریخ دمشق 65/403)"

(کردارِ یزید، ساجد خان نقشبندی، صفحہ 4)

قارئین محترم! یہ وہی موضوع و مردود روایت ہے جو آپ پہلے غلام حسین نجفی نامی رافضی کی کتاب کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں اور جس پر اس نے عنوان دیا ہے:

" حاکم شام کا بیٹے کو چھپ چھپ کر شراب پینے کی اجازت دینا"

یہی وہ روایت ہے جس کے بارے میں استفتاء میں سوال کیا گیا تھا اور اسی کے بارے میں دارالعلوم دیوبند و دارالعلوم کراچی وغیرہ کے مفتیان کرام نے صاف لکھا تھا کہ" یہ سنداً و متناً موضوع اور ناقابل استدلال ہے اور اسے بیان کرنا بھی درست نہیں"۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم تو اپنا تسامح تسلیم کر گئے، نیز ان کے نادان

وکلائے صفائی بھی یہ لکھتے رہے کہ انہوں نے یہ روایت صرف اپنے مدمقابل کے سامنے بطور الزام پیش کی تھی ان کا مقصد کس بات پر استدلال کرنا نہیں تھا (اگر چہ یہ بات بھی واقعہ کے خلاف ہے) لیکن ساجد نقشبندی نے جو اس روایت کو پیش کیا ہے وہ کسی صورت کسی کا الزامی جواب نہیں کیونکہ اس کے سامنے کوئی مدمقابل سرے سے تھا ہی نہیں۔اس کی مزید تفصیل ہم اپنی کتاب" کشفِ سبائیت" میں لکھ چکے ہیں۔

تو یہ تھی کراچی والے" مناظر اسلام" کے چیلنج کی حقیقت جو زیر بحث استفتاء وفتاویٰ کے موضوع سے متعلق تھا ہی نہیں تو پھر اسے کیونکر کوئی منہ لگاتا؟

آگے ایک جگہ مولانا عمر فاروق تونسوی بن حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگایا گیا ہے کہ :

" مولانا عمر فاروق تونسوی نے شیخ یزیدیت بن کے کئی مہینے حضرت اوکاڑوی پر تبرا کا بازار گرم رکھا۔"

(محمود عالم کا" کتا۔بچہ"، صفحہ 41)

اس پر ہمارا سوال ہے کہ ہم نے تو محمود عالم کے اس" کتا۔بچہ" کو بغور پڑھا ہے، اس نے کہیں بھی مولانا عمر فاروق تونسوی کی کسی ایسی تحریر یا تقریر کا حوالہ نہیں دیا جس میں انہوں نے مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے خلاف کچھ لکھا ہو یا کہا ہو یا ان پر تبرا کیا ہو، بلکہ اس کے برعکس خود محمود عالم نے اپنے اسی" کتا۔بچہ" کے صفحہ 31 پر زیر عنوان" عذر گناہ بدتر از گناہ" یہ ذکر کیا ہے کہ اسے مولانا عمر فاروق تونسوی کی ایک تحریر وٹس ایپ پر موصول ہوئی تھی، پھر محمود عالم نے اس تحریر کو نقل کر کے اس پر اپنا تبصرہ بھی کیا ہے، کیا اس تحریر میں

مولانا عمر فاروق تونسوی نے مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے یہ نہیں لکھا کہ:

"وکیل احناف حضرت مولانا صفدر رحمہ اللہ کی ذات میرے لئے قابل صد احترام ہے... ان کا میرے اسلاف میں شمار ہے.. میں اسلاف واکابر کے شان اور مرتبہ کے بلند تر ہونے پر یقین وایمان رکھتا ہوں"۔

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ"، صفحہ 36)

اور اگر دارالعلوم دیوبند و دارالعلوم کراچی سے صادر ہونے والے تاریخی روایات سے متعلق فتاویٰ کی تائید کرنا یہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم پر "تبرا" کرنا ہے تو پھر صرف مولانا عمر فاروق تونسوی پر ہی یہ غصہ کیوں؟ جنہوں نے فتوے دیے، اور جن تمام لوگوں نے ان فتاویٰ کی تائید کی محمود عالم نے ان سب کا نام کیوں نہیں لکھا؟ اور جب خود مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم بھی یہ تسلیم کر گئے کہ ان کی نقل کردہ روایت سے واقعۃً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا شائبہ نکلتا ہے تو پھر اس کے بعد بھی ان فتاویٰ کی تائید کرنے والوں پر محمود عالم اور اس کے سرپرستان کا طعن و تشنیع کرنا کہاں کی دانش مندی ہے؟

تو پھر کیوں نہ کہا جائے کہ اس گروہ کا مقصد حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کا دفاع نہیں تھا بلکہ محمود عالم اور "سرپرستانِ سبائیانِ عصر" کا مقصد صرف اور صرف حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو نشانہ بنانا تھا اور ہے، ورنہ وہ ان سب لوگوں کا نام بھی لیتے اور انہیں بھی چیلنج کرتے جنہوں نے ان روایات کو موضوع و مردود بتایا اور یہ لکھا کہ ان سے واقعی صحابی کی تنقیص نکلتی ہے اور ان پر بہتان آتا ہے، بلکہ مولانا اوکاڑوی مرحوم کے بیان پر بھی کچھ بولتے۔

مولانا محمد امین اوکاڑوی مرحوم کی روح کا"مفروروں" میں حلول؟

آگے ملاحظہ فرمائیں، محمود عالم اپنے کسی نامعلوم خادم کے حوالے سے لکھتا ہے کہ :

"۔۔۔بندہ کئی دنوں سے محسوس کر رہا ہے کہ جب دنیائے یزیدیت نے ہمارے دادا استاذ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی پر تبرا کا بازار گرم کر دیا تو حضرت اوکاڑوی کی روح مبارکہ استاذ نا المکرّم حضرت مولانا محمد محمود عالم صفدر اور فاتح یزیدیت حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی کی شکل میں ان سے انتقام لے رہی ہے۔۔۔"

(محمود عالم کا"کتا۔بچہ"،صفحہ 41)

لیکن کیا کیجئے کہ جن مولانا اوکاڑوی مرحوم کی روح کے (دونوں مفروروں) محمود عالم اور ساجد نقشبندی میں حلول ہونے کا دعویٰ کیا گیا، انہی مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مرحوم کے اس بیان نے جو انہوں نے وفات سے پہلے عالم دنیا میں اپنے شاگرد کو دیا، جس میں انہوں نے تسلیم کیا کہ ان کی نقل کردہ روایت سے :

"واقعۃً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا شائبہ نکلتا ہے"

جب سے یہ بیان منظر عام پر آیا ہے تب سے سارا سبائی گروہ اور ان کے سرپرستان پر سکوت مرگ طاری ہے، ان کے اوسان خطا ہو چکے ہیں، آج تک کسی طرف سے مولانا اوکاڑوی کے اس بیان پر کوئی تبصرہ نہیں آیا اور" فبهت الذي كفر " کی والی حالت ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کے جسے یہ لوگ مولانا اوکاڑوی مرحوم کی روح سمجھ رہے ہیں کہ اس نے محمود عالم اور ساجد نقشبندی میں حلول کیا ہے وہ دراصل کسی شیطان کی روح تھی، اگر مولانا اوکاڑوی مرحوم کی روح ہوتی تو اس کا بیان وہی ہوتا جو مولانا مرحوم اپنی میں دے

گئے تھے۔

آگے ایک جگہ محمود عالم مفرور نے کسی" مولانا محمد عثمان فاروقی" کے نام سے میرے خلاف ایک مضمون بھی شامل کیا ہے جس کا عنوان رکھا ہے" تقیہ باز ابن سیالکوٹی"۔
(دیکھیں، محمود عالم کا" کتا۔بچہ"، صفحہ 47)

مزے کی بات یہ ہے کہ اس مضمون میں جس کا نہ کوئی سر ہے اور نہ کوئی پَیر اس مفرور اور کذاب محمود عالم کو" ثقہ، ثبت، اصدق العلماء اور مقام ولایت میں بلند مقام کا حامل بتایا گیا ہے اور ہمیں" روافض" کا چھوٹا بھائی کہا گیا ہے اور یہ طعنہ دیا گیا ہے کہ ہم نے شیعوں کو تقویت دی ہے۔

یعنی دوسرے لفظوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والی اور آپ پر بہتان لگانے والی روایات کو موضوع و مردود بتانے والے رافضیت و شیعیت کو تقویت دینے والے ہیں، اور اسی روایت کو جسے لے کر غلام حسین نجفی جیسے روافض نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بکواس کی ہے" متناً و معناً صحیح" ثابت کرنے والے اور اس میں موجود طعن کو" عین ایمان" بتانے والے نہ صرف پکے ٹھکے سنی ہیں بلکہ وہ ثقہ، ثبت اور ولی اللہ ہیں۔ یہ جہالت اور دجل و فریب کی اعلیٰ ترین مثال ہے یا نہیں؟ بہر حال" مولوی عثمان فاروقی" کے نام سے لکھے گئے اس مضمون میں محمود عالم مفرور کو میری طرف سے دیے گئے چیلنج کا ذکر بھی کیا گیا ہے جس کی تفصیل پہلے گذر چکی، اور پھر محمود عالم نے جو مجھے مخاطب کر کے آخری تحریر لکھی تھی وہ نقل کی گئی ہے، اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ :

"۔۔۔جاہل کے سامنے علمی گفتگو بھینس کے سامنے بانسری بجانا یا بنص حدیث

خنزیر کے گلے میں ہیروں کا ہار ڈالنا ہے۔۔"

(محمود عالم کا "کتا۔بچہ" صفحہ 51)

اندازہ کریں، ایک آدمی اپنے آپ کو" استاذ المناظرین" کہتا ہے، لیکن گھر بیٹھے ہی اپنے ہی دماغ سے یہ فرض کر لیتا ہے کہ فلاں آدمی" جاہل" ہے، بہر حال یہاں ہم جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا اقتباس میں کسی"نص حدیث" کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ" جاہل کے سامنے علمی گفتگو کرنا خنزیر کے گلے میں ہیروں کا ہار ڈالنا ہے"، جب" حدیث" یا"نص حدیث" کا لفظ بولا جاتا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے، ہم نے تو بہت تلاش کیا، ہمیں نبی کریم ﷺ کی ایسی کوئی حدیث نہیں ملی، اگر استاذ المناظرین صاحب یا ان کا کوئی سرپرست اعلی اپنے محققین سے ایسی کوئی حدیث بسند صحیح تلاش کر دیں تو ہم ان کے ممنون ہوں گے، اور اگر نہ مل سکے تو پھر آپ جانتے ہیں اس کا وبال کیا ہوگا؟

آخری بات

محمود عالم صفدر اوکاڑوی کے"کتا۔بچہ" کی چند چیزوں کا پوسٹ مارٹم صرف یہ بتانے کے لئے کیا گیا ہے کہ اس نے جو بے ہودہ زبان استعمال کی ہے وہ زبان ہم بھی زیادہ نہیں تو اتنی ضرور جانتے ہیں کہ اس گروہ کی بد باطنی اور دریدہ دہنی کا علاج خوب اچھی طرح کر سکتے ہیں، لیکن ہم نے یہ راستہ اس لئے اختیار کرنا مناسب نہیں سمجھا کہ ایسی دشنام تراشی اور دسیسہ کاری اس گروہ کی مجبوری ہے کہ مولانا محمد امین صفدر مرحوم کا وہ بیان منظر عام پر آنے کے بعد جس میں انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ زیر بحث روایت سے واقعۃً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

تنقیص کا شائبہ نکلتا ہے اس گروہ کے پاس اپنی خفت مٹانے اور شرمندگی چھپانے کے لئے یہی راستہ تھا کہ وہ ذاتیات پر حملے شروع کر دیں، لیکن ہمیں کوئی مجبوری لاحق نہیں ہے کہ ہم بھی ان جیسی غیر شریفانہ اور بازاری روش کو اختیار کریں، ہمارے پاؤں ریت پر نہیں بلکہ چٹان پر ہیں، رہی مسئلے مسائل کی مہذب زبان؟ تو اس کے لئے ہماری کتاب "الرد المحکم المتین علی الدر الثمین في دفاع مولانا محمد امین یعنی "کشفِ سبائیت" کا مطالعہ کر لیا جائے۔

لہٰذا اس مضمون میں جو کچھ سخت الفاظ آپ کو پڑھنے کو ملیں، یہ محمود عالم اوکاڑوی کے اس چالیس ورقی کتا۔بچہ میں استعمال ہونے والی زبان کے جواب میں ہلکا سا نمونہ پیش کیا گیا ہے، اس لئے اگر کسی دوست کو ناگوار گذرے تو وہ محمود عالم صفدر اوکاڑوی کی طرف سے مولانا اللہ وسایا صاحب کے حکم پر شائع ہونے والے ان چالیس اوراق کا مطالعہ کر لے، اس "کتا۔بچہ" میں لکھی مغلظات و بکواسات کے مقابلے میں آپ کو ہماری تحریر انتہائی مؤدبانہ نظر آئے گی۔



اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ